ای قادر خدا

اس گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کو ہماری طرف سے نیک جزا دے
اور اُس سے نیکی کر جیسا کہ اُس نے ہم سے نیکی کی۔ آمین

کشفُ الغِطاء

یعنی

ایک اسلامی فرقہ کے پیشوا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے بحضور گورنمنٹ عالیہ اُس فرقہ کے حالات اور خیالات کے بارہ میں اطلاع اور نیز اپنے خاندان کا کچھ ذکر اور اپنے مشن کے اصولوں اور ہدایتوں اور تعلیموں کا بیان اور نیز اُن لوگوں کی خلاف واقعہ باتوں کا ردّ جو اس فرقہ کی نسبت غلط خیالات پھیلانا چاہتے ہیں۔

اور یہ مؤلف

تاجِ عزّت جناب ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈال کر بخدمت گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ کے اعلیٰ افسروں اور معزز حکّام کی بادب گذارش کرتا ہے کہ براہ غریب پروری و کرم گستری اس رسالہ کو اوّل سے آخر تک پڑھا جائے یا سُن لیا جائے

یہ رسالہ تالیف ہو کر ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۸ء کو مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب مالک مطبع کے مطبوع ہوا

تعداد ۳۵۰

میں تاجِ عزّت عالیجناب حضرت مکرمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کا واسطہ ڈالتا ہوں کہ اِس رسالہ کو ہمارے عالی مرتبہ حکّام توجّہ سے اوّل سے آخر تک پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

چونکہ میں جس کا نام غلام احمد اور باپ کا نام مرزا غلام مرتضیٰ قادیاں ضلع گورداسپورہ پنجاب کا رہنے والا ایک مشہور فرقہ کا پیشوا ہوں جو پنجاب کے اکثر مقامات میں پایا جاتا ہے اور نیز ہندوستان کے اکثر اضلاع اور حیدرآباد اور بمبئی اور مدراس اور ملک عرب اور شام اور بخارا میں بھی میری جماعت کے لوگ موجود ہیں لہٰذا میں قرین مصلحت سمجھتا ہوں کہ یہ مختصر رسالہ اس غرض سے لکھوں کہ اِس **محسن گورنمنٹ** کے اعلیٰ افسر میرے حالات اور میری جماعت کی خیالات سے واقفیت پیدا کرلیں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ یہ نیا فرقہ ان ملکوں میں دن بدن ترقی پر ہے۔ یہانتک کہ بہت سی دیسی افسر اور معزز رئیس اور جاگیردار اور نامی تاجر اس فرقہ میں داخل ہو گئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں۔ اس لئے عام خیال کے مسلمانوں اور اُنکے مولویوں کو اس فرقہ سے دلی عناد اور حسد ہے۔ اور ممکن ہے کہ اس حسد کی وجہ سے خلاف واقعہ امور گورنمنٹ تک پہونچائے جائیں سو اسی لئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس رسالہ کے ذریعہ سے اپنے سچے واقعات اور اپنے مشن کے اصولوں سے اس محسن گورنمنٹ کو مطلع کروں۔

اب میں صفائی بیان کے لئے ان امور کے ذکر کو پانچ شاخ پر منقسم کرتا ہوں۔ **اوّل** یہ کہ میں کون ہوں اور کس خاندان سے ہوں۔ سو اس بارہ میں اس قدر ظاہر کرنا کافی ہے کہ میرا خاندان ایک

خاندان ریاست ہی اور میرے بزرگ والیان ملک اور خودسر امیر تھے جو سکھوں کے وقت میں یکدفعہ تباہ ہوئے۔ اور سرکار انگریزی کا اگرچہ سب پر احسان ہے مگر میرے بزرگوں پر سب سے زیادہ احسان ہے کہ انھوں نے اس گورنمنٹ کے سایۂ دولت میں آکر ایک آتشی تنور سے خلاصی پائی اور خطرناک زندگی سے امن میں آگئے۔ میرا باپ میرزا غلام مرتضیٰ اس نواح میں ایک نیک نام رئیس تھا اور گورنمنٹ کے اعلیٰ افسروں نے پُرزور تحریروں کے ساتھ لکھا کہ وہ اس گورنمنٹ کا سچا مخلص اور **وفادار** ہے اور میرے والد صاحب کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور ہمیشہ اعلیٰ حکام عزت کی نگہ سے اُنکو دیکھتے تھے اور اخلاق کریمانہ کی وجہ سے حکام ضلع اور قسمت کبھی کبھی اُنکے مکان پر ملاقات کے لئے بھی آتے تھے کیونکہ انگریزی افسروں کی نظر میں وہ ایک وفادار رئیس تھے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ اُنکی اس خدمت کو کبھی نہیں بھولیگی کہ انھوں نے **۵۷ء** کے ایک نازک وقت میں اپنی حیثیت سے بڑھکر **پچاس گھوڑے** اپنی گرہ سے خرید کر اور **پچاس سوار** اپنے عزیزوں اور دوستوں میں سے مہیا کر کے گورنمنٹ کی امداد کیلئے دیئے تھے۔ چنانچہ اُن سواروں میں سے کئی عزیزوں نے ہندوستان میں مردانہ لڑائی مفسدوں سے کر کے اپنی جانیں دیں۔ اور میرا بھائی مرزا غلام قادر مرحوم **تموں** کے پتن کی لڑائی میں شریک تھا اور بڑی جانفشانی سے مدد دی غرض اسی طرح میرے ان بزرگوں نے اپنے خون سے اپنے مال سے اپنی جان سے اپنی متواتر خدمتوں سے اپنی وفاداری کو گورنمنٹ کی نظر میں ثابت کیا ہے۔ سو انہی خدمات کی وجہ سے میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ ہمارے خاندان کو معمولی رعایا میں سے نہیں سمجھے گی اور اُسکے اس حق کو کبھی ضایع نہیں کریگی جو بڑے فتنہ کے وقت میں ثابت ہو چکا ہے سر لیپل گریفن صاحب نے بھی اپنی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں میرے والد صاحب اور میرے بھائی مرزا غلام قادر کا ذکر کیا ہے۔ اور میں ذیل میں ان چند چٹھیات حکام بالا دست کو درج کرتا ہوں جنمیں میرے والد صاحب اور میرے بھائی کی خدمات کا کچھ ذکر ہے +

نقل مراسلہ

(ولسن صاحب) نمبر ۳۵۳

Translation of Certificate of J. M. Wilson.

یہہ تو میرے باپ اور میرے بھائی کا حال ہے۔ اور چونکہ میری زندگی فقیرانہ اور درویشانہ طور پر ہے اس لئے
میں اسی درویشانہ طرز سے گورنمنٹ انگریزی کی خیرخواہی اور امداد میں مشغول رہا ہوں۔ قریباً انیس (۱۹) برس سے

تہور پناہ شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ
رئیس قادیان حفظہ

عریضہ شما مشعر بر یاد دہانی خدمات وحقوق خود و خاندان خود بملاحظہ حضور اینجانب در آمد۔ ما خوب میدانیم کہ بلاشک شما و خاندان شما از ابتدائے دخل وحکومت سرکار انگریزی جان نثار و وفاکیش ثابت قدم ماندہ اید وحقوق شما در اصل قابل قدر اند۔ بہر نہج تسلی وتشفی دارید۔ سرکار انگریزی حقوق وخدمات خاندان شما را ہرگز فراموش نخواہد کرد۔ بموقعہ مناسب بر حقوق وخدمات شما غور وتوجہ کردہ خواہد شد۔ باید کہ ہمیشہ ہواخواہ وجان نثار سرکار انگریزی باشند کہ در این امر خوشنودی سرکار و بہبودی شما متصور است۔
فقط

المرقوم ۱۱ جون ۱۸۴۹ء
مقام لاہور انارکلی

To
Mirza Ghulam Murtaza
Khan Chief of Qadian.

I have perused your application reminding me of your and your family's past services and rights. I am well aware that since the introduction of the British Govt. you & your family have certainly remained devoted faithful & steady subjects & that your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the British Govt. will never forget your family's rights & services which will receive due consideration when a favorable opportunity offers itself.

You must continue to be

ایسی کتابوں کے شایع کرنے میں میںنے اپنا وقت بسر کیا ہے جنمیں یہ ذکر ہے کہ مسلمانوں کو سچے دل سے اس گورنمنٹ کی خدمت کرنی چاہیے اور اپنی فرمانبرداری اور وفاداری کو دوسری قوموں سے بڑھکر دکھلانا چاہیے۔ اور میں نے

نقل مراسلہ

(رابرٹ کسٹ صاحب بہادر کمشنر لاہور)

تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیاں بعافیت باشند۔

ازآنجا کہ ہنگام مفسدہ ہندوستان موقوعہ ۱۸۵۷ء از جانب آپکے رفاقت و خیرخواہی و مدد دہی سرکار دولتمدار انگلشیہ درباب نگاہداشت سواران و بہمرسانی اسپان بخوبی بمنصہ ظہور پہونچی اور شروع مفسدہ سے آجتک آپ بدل ہوا خواہ سرکار رہے اور باعث خوشنودی سرکار ہوا لہذا بجلدوے اس خیرخواہی اور خیرسگالی کے خلعت مبلغ دوصد روپیہ کا سرکار سے آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشاء چٹھی صاحب چیف کمشنر بہادر نمبری ۵۷۶ مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء پروانہ ہذا باظہار خوشنودی سرکار و نیکنامی و وفاداری بنام آپکے لکھا جاتا ہے

faithful and devoted subjects as in it lies the satisfaction of the Govt and your welfare.

11-6-1849 Lahore

Translasion of Mr. Robert Cast's Certificate

To

Mirza Ghulam Murtaza Khan chief of Qadian.

As you rendered great help in enlisting sowars & supplying horses to Govt in the mutiny of 1857 and maintained loyalty since its beginning up to date and thereby gained the favor of Govt a Khilat worth Rs 200/- is presented to you in recognition of good services and as a reward for your loyalty.

More over in accordance with the wishes of chief Commission

اسی غرض سے بعض کتابیں عربی زبان میں لکھیں اور بعض فارسی زبان میں اور انکو دور دور ملکوں تک شایع کیا۔ اور
اُن سب میں مسلمانوں کو بار بار تاکید کی اور معقول وجوہ سے انکو اس طرف جھکایا کہ وہ گورنمنٹ کی اطاعت بدل و

مرقومہ تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء

as conveyed in his no 676 d/ 10th August 58 this parwana is addressed to you as a token of satisfaction of Govt for your fidelity and repute.

نقل مراسلہ

فنانشل کمشنر پنجاب

مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر رئیس قادیاں حفظہ

آپ کا خط ۲ - ماہ حال کا لکھا ہوا ملاحظہ حضور اینجانب میں گذرا - مرزا غلام مرتضیٰ صاحب آپ کے والد کی وفات سے ہمکو بہت افسوس ہوا - مرزا غلام مرتضیٰ سرکار انگریزی کا اچھا خیرخواہ اور وفادار رئیس تھا - ہم آپکی خاندانی لحاظ سے اسی طرح عزت کریں گے جسطرح تمہارے باپ وفادار کی کیجاتی تھی - ہمکو کسی اچھے موقعہ کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور پابجائی کا خیال رہے گا - المرقوم ۲۹ جون ۱۸۷۶ء

الراقم سر رابرٹ ایجرٹن صاحب بہادر
فنانشل کمشنر پنجاب

Translation of sir Robert Egerton Financial Commr's Murasala d/ 29 June 1876

My dear friend Ghulam Qadir.

I have perused your letter of the 2nd instant & deeply regret the death of your father Mirza Ghulam Murtaza who was a great well wisher and faithful chief of Govt.

In consideration of your family services I will esteem you with the same respect as that bestowed on your loyal father. I will keep in mind the restoration and welfare of your family when a favorable opportunity occurs.

جان اختیار کریں۔ اور یہ کتابیں عرب اور بلاد شام اور کابل اور بخارا میں پہونچائی گئیں۔ اگرچہ میں سنتا ہوں کہ بعض نادان مولویوں نے انکے دیکھنے سے مجھے کافر قرار دیا ہے اور میری تحریروں کو اس بات کا ایک نتیجہ ٹھہرایا ہے کہ گویا مجھے سلطنت انگریزی سے ایک اندرونی اور خفیہ تعلق ہے اور گویا میں ان تحریروں کی عوض میں گورنمنٹ سے کوئی انعام پاتا ہوں۔ لیکن مجھے یقیناً معلوم ہوا ہے کہ بعض دانشمندوں کے دلوں پر اُن تحریروں کا نہایت نیک اثر ہوا ہے اور انھوں نے اُن وحشیانہ عقائد سے توبہ کی ہے جنمیں وہ برخلاف اغراض اس گورنمنٹ کے مبتلا تھے۔ ان نیک تاثیرات کے لئے میری مذہبی تحریریں جو پادریوں کے مخالف تھیں بڑی محرک ہوئی ہیں ورنہ جس زور کے ساتھ میں نے مسلمانوں کو اس گورنمنٹ کی اطاعت کیلئے بلایا ہے اور جابجا سرحدی نادان ملاؤں کو جو ناحق آئے دن فتنہ انگیزی کرتے اور افغانوں کو مخالفت کے لئے ابھارتے ہیں سرزنش کی ہے۔ یہ پرزور تحریریں گورنمنٹ انگریزی کی حمایت میں متعصب اور نادان مسلمانوں کیلئے قابل برداشت نہ تھیں اور اب اہل عقل جب ایک طرف دینی حمایت کے مضمون میری تحریروں میں پاتے ہیں اور دوسری طرف میری یہ نصیحتیں سنتے ہیں کہ اس گورنمنٹ کی سچی خیرخواہی اور اطاعت کرنی چاہیے تو وہ میرے پر کوئی بدظنی نہیں کرسکتے اور کیونکر کریں یہ ایک واقعی امر ہے کہ مسلمانوں کو خدا اور رسول کا حکم ہے کہ جس گورنمنٹ کے ماتحت ہوں وفاداری سے اسکی اطاعت کریں۔ میں نے اپنی کتابوں میں یہ شرعی احکام مفصل بیان کردیئے ہیں۔ اب گورنمنٹ غور فرماسکتی ہے کہ جس حالت میں میرا باپ گورنمنٹ کا ایسا سچا خیرخواہ تھا اور میرا بھائی بھی اُسی کے قدم پر چلا تھا اور میں بھی انیس برس سے یہی خدمت اپنی قلم کے ذریعہ سے بجالاتا ہوں تو پھر میرے حالات کیونکر مشتبہ ہوسکتے ہیں۔ میری تمام جوانی اسی راہ میں گذری اور اب دائم المرض اور پیرانہ سالی کے کنارے پر پہونچ گیا ہوں اور ساٹھ سال کے قریب ہوں۔ وہ شخص سخت ظلم کرتا ہے کہ جو میرے وجود کو گورنمنٹ کے لئے خطرناک ٹھہراتا ہے۔ میں اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ مذہبی امور کے متعلق بھی میں نے کتابیں تالیف کی ہیں اور نہ مجھے اس سے انکار ہے کہ پادری صاحبوں کے عقائد کے مخالف بھی میری تحریریں شایع ہوئی ہیں جنکو وہ اپنے مذہبی خیالات کے لحاظ سے پسند نہیں کرسکتے۔ لیکن میرے لئے میری نیک نیتی کافی ہے جسکو خدا تعالیٰ جانتا ہے اور میری مخالفت عام مسلمانوں

کی طرز مخالفت سے علیحدہ ہے۔ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ مذہبی امور میں اسقدر غصہ بڑھایا جائے کہ مخالفوں کے حملوں کو قانونی جرائم کے نیچے لاکر گورنمنٹ سے انکو سزا دلائی جائے یا اُن سے کینہ رکھا جائے۔ بلکہ میرا اصول یہ ہے کہ مذہبی مباحثات میں صبر اور اخلاق سے کام لینا چاہیے۔ اسی وجہ سے جب عام مسلمانوں نے مصنف کتاب امہات المومنین کے سزا دلانے کے لئے انجمن حمایت اسلام کے ذریعہ سے گورنمنٹ میں میموریل بھیجے تو میں نے اُن سے اتفاق نہیں کیا بلکہ انکے برخلاف میموریل بھیجا اور صاف طور پر لکھا کہ مذہبی امور میں اگر کوئی رنج دہ امر پیش آوے تو اسلام کا اصول عفو اور درگذر ہے۔ قرآن ہمیں صاف ہدایت کرتا ہے کہ اگر مذہبی گفتگو میں سخت لفظوں سے تمہیں تکلیف دیجائے تو تنگ ظرف لوگوں کی طرح عدالتوں تک مت پہونچو اور صبر اور اخلاق سے کام لو۔ قرآن نے ہمیں صاف کہا ہے کہ عیسائیوں سے محبت اور خلق سے پیش آؤ اور نیکی کر دہاں نیک نیتی سے اور ہمدردی کی راہ سے اور سچائی کے پھیلانے کی غرض سے اور صلح کی بنا ڈالنے کے ارادہ سے مذہبی مباحثات قابل اعتراض نہیں۔

دوسری شاخ جو میرے مشن کے متعلق ہے میری تعلیم ہے۔ میں اپنی تعلیم کو قریباً انیس[۱۹] برس سے شایع کر رہا ہوں۔ اور پھر خلاصہ کے طور پر اشتہار ۲۹ مئی ۱۸۹۸ء اور ستائیس ۲۷ فروری ۱۸۹۵ء کے اشتہار میں اُن تعلیموں کو میں نے شایع کیا ہے اور یہ تمام کتابیں اور اشتہار چھپ کر پنجاب اور ہندوستان میں خوب شہرت پا چکے ہیں۔ اس تعلیم کا خلاصہ یہی ہے کہ خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور خدا کے بندوں سے ہمدردی اختیار کرو۔ اور نیک چلن اور نیک خیال انسان بنجاؤ۔ ایسے ہو جاؤ کہ کوئی فساد اور شرارت تمہارے دل کے نزدیک نہ آسکے۔ جھوٹ مت بولو۔ افترا مت کرو۔ اور زبان اور ہاتھ سے کسیکو ایذا مت دو۔ اور ہر ایک قسم کے گناہ سے بچتے رہو۔ اور نفسانی جذبات سے اپنے تئیں روکے رکھو۔ کوشش کرو کہ تا تم پاک دل اور بے شر ہو جاؤ۔ وہ گورنمنٹ یعنے گورنمنٹ برطانیہ جسکے زیر سایہ تمہارے مال اور آبروئیں اور جانیں محفوظ ہیں بصدق دل اسکے وفادار تابعدار رہو اور چاہیے کہ تمام انسانوں کی ہمدردی تمہارا اصول ہو۔ اور اپنے ہاتھوں اور اپنی زبانوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک منصوبہ اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاؤ۔ خدا سے ڈرو اور پاک دلی سے اسکی پرستش کرو اور ظلم اور

تعدی اور غبن اور رشوت اور حق تلفی اور بیجا طرفداری سے باز رہو۔ اور بدصحبت سے پرہیز کرو اور آنکھوں کو بدنگاہوں سے بچاؤ اور کانوں کو غیبت سننے سے محفوظ رکھو اور کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو بدی اور نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو اور چاہیئے کہ فساد انگیز لوگوں اور شریر اور بدمعاشوں اور بدچلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گذر نہ ہو۔ ہر ایک بدی سے بچو اور ہر ایک نیکی کے حاصل کرنے کے لئے کوشش کرو اور چاہیئے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزہ ہوں اور تم میں بجز بدی اور بغاوت کا منصوبہ نہ ہونے پاوے اور چاہیئے کہ تم اُس خدا کے پہچاننے کے لئے بہت کوشش کرو جس کا پانا عین نجات اور جس کا ملنا عین رستگاری ہے وہ خدا اُسی پر ظاہر ہوتا ہے جو دل کی سچائی اور محبت سے اسکو ڈھونڈتا ہے وہ اُسی پر تجلی فرماتا ہے جو اُسی کا ہوجاتا ہے۔ وہ دل جو پاک ہیں وہ اس کا تخت گاہ ہیں اور وہ زبانیں جو جھوٹ اور گالی اور یاوہ گوئی سے منزہ ہیں وہ اُسکی وحی کی جگہ ہیں اور ہر ایک جو اسکی رضا میں فنا ہوتا ہے اسکی اعجازی قدرت کا مظہر ہوجاتا ہے۔ یہ نمونہ اُس تعلیم کا ہے جو انیس برس سے اس جماعت کو سکھائی جاتی ہے۔ اس لئے میں یقین کرتا ہوں کہ یہ جماعت خدا سے ڈرنے والی اور گورنمنٹ برطانیہ کی دل سے تابعدار اور شکر گذار اور بنی نوع کی ہمدرد ہے ان میں وحشیانہ جوش نہیں ان میں درندگی کی خصلتیں نہیں۔ اگر گورنمنٹ کے اعلیٰ حکام ایک ذرہ تکلیف اٹھاکر میری انیس [19] برس کی تالیفات کو غور سے دیکھیں تو وہ اس تعلیم کو جو میں نے نمونہ کے طور پر لکھی ہے میری اکثر کتابوں میں پائیں گے۔ کوئی مرید مرید نہیں رہ سکتا جب تک اپنے مرشد میں قول اور فعل کی مطابقت نہ پاوے۔ پھر اگر میرا قول تو یہ ہو جو میں نے اس کا نمونہ لکھا ہے اور میرے فعل اس کے برخلاف ہوں تو کیونکر دانشمند انسانوں کا مجھ پر اعتقاد رہ سکتا ہے حالانکہ میری جماعت میں بہت سا حصہ عقلمندوں اور تعلیم یافتہ لوگوں کا ہے۔ ان میں بعض اشخاص گورنمنٹ کے معزز عہدوں پر ہیں۔ یعنی تحصیلدار اور اکسٹرا اسسٹنٹ اور وکلاء اور ڈاکٹر اسسٹنٹ سرجن اور پنجاب کے معزز امیر اور رئیس اور تاجر ہیں جنکے نام وقتاً فوقتاً میں شایع کرتا رہتا ہوں۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اس سے زیادہ کوئی بدذاتی نہیں کہ کسی کی تعلیم تو کچھ ہو اور خفیہ کارروائیاں کچھ اور ہوں۔ پس کیا نیکدل اور دانشمند انسان ایکدم کیلئے بھی

بھی ایسے شریر کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ گورنمنٹ کے لئے یہ بات نہایت اطمینان بخش ہے کہ میری جماعت کے لوگ جاہل وحشی اوباش بد معاش اور بد رویہ لوگ نہیں ہیں بلکہ وہ ایسے نیک انسان اور نیک چلنی میں شہرت یافتہ ہیں جو کئی اُن میں سے گورنمنٹ کی نظر میں نیک چلنی اور نیک مزاجی اور پاک دلی اور خیر خواہی سرکار میں مسلّم ہیں اور گورنمنٹ کی طرف سے معزز عہدوں پر سرفراز ہیں۔ **سر سید احمد خاں** صاحب کے سی ایس آئی نے جو اپنے آخری وقت میں یعنے موت سے تھوڑے دن پہلے میری نسبت ایک شہادت شایع کی ہے۔ اُس سے گورنمنٹ عالیہ سمجھ سکتی ہے کہ اس دانا اور مردم شناس شخص نے میرے طریق اور رویّہ کو بدل پسند کیا ہے چنانچہ حاشیہ میں اُنکے کلمات کو درج کرتا ہوں +۔ اب خلاصہ کلام یہ کہ میری تعلیم یہی ہے جو اس جگہ میں نے نمونہ کے طور پر لکھی ہے اور

+ **"مرزا غلام احمد صاحب قادیانی"**

"مرزا صاحب نے جو اشتہار ۲۵ رجون ۱۸۹۷ء کو جاری کیا ہے اُس اشتہار میں مرزا صاحب نے ایک نہایت" "عمدہ فقرہ گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی اور وفاداری کی نسبت لکھا ہے۔ ہمارے نزدیک ہر ایک مسلمان کو" "جو گورنمنٹ انگریزی کی رعیت ہے ایسا ہی ہونا چاہیئے جیسا مرزا صاحب نے لکھا ہے اس لئے ہم اُس فقرہ کو اپنے" "اخبار میں چھاپتے ہیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی کی نسبت جو میرے پر حملہ کیا گیا" "ہے یہ حملہ بھی محض شرارت ہے۔ سلطان روم کے حقوق بجائے خود ہیں مگر اس گورنمنٹ کے حقوق بھی ہمارے" "سر پر ثابت شدہ ہیں اور ناشکر گذاری ایک بے ایمانی کی قسم ہے۔ اے نادانو! گورنمنٹ انگریزی کی" "تعریف تمہاری طرح میری قلم سے منافقانہ نہیں نکلتی بلکہ میں اپنے اعتقاد اور یقین سے جانتا ہوں کہ درحقیقت" "خدا تعالیٰ کے فضل سے اس گورنمنٹ کی پناہ ہمارے لئے بالواسطہ خدا تعالیٰ کی پناہ ہے۔ اس سے زیادہ" "اس گورنمنٹ کی پُر امن سلطنت ہونے کا اور کیا میرے نزدیک ثبوت ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ" "پاک سلسلہ اس گورنمنٹ کے ماتحت برپا کیا ہے۔ وہ لوگ میرے نزدیک سخت نمک حرام ہیں جو حکام" "انگریزی کے روبرو ان کی خوشامدیں کرتے ہیں اُنکے آگے گرتے ہیں اور پھر گھر میں آکر کہتے ہیں کہ جو شخص"

میری جماعت وہ گروہ معزز اور غریب طبع اور نیک چلن انسانوں کا ہے کہ میں ہرگز گمان نہیں کرسکتا کہ گورنمنٹ انکی نسبت یہ رائے ظاہر کرے کہ یہ لوگ اپنی چال چلن اور رویہ کے لحاظ سے خطرناک یا مشتبہ ہیں۔ یہ میرے سلسلہ کی خوش قسمتی ہے کہ وحشی اور نادانوں اور بدچلنوں نے میری طرف رجوع نہیں کیا بلکہ شریف اور معزز اور تعلیم یافتہ اور دیسی افسر اور اچھے اچھے عہدوں کے سرکاری ملازموں سے میری جماعت پُر ہے۔ اور تنگ خیالات کے متعصب اور جاہل مسلمان جو وحشی اور نفسانی جذبات کے نیچے دبے ہوئے اور تاریک خیال ہیں وہ اس جماعت سے کچھ تعلق نہیں رکھتے بلکہ بخل اور عناد کی نظر سے دیکھتے ہیں اور دل آزاری کے منصوبوں میں مشغول ہیں اور کافر کافر کہتے ہیں۔

تیسری شاخ میرے امور کی جسکو گورنمنٹ کی خدمت تک پہونچانا ازحد ضروری ہے میرے وہ الہامی دعوے ہیں جو مذہب کے متعلق میں نے ظاہر کئے ہیں جنکو بعض شریر اہل غرض خطرناک صورت پر اپنے رسالوں اور اخباروں میں لکھتے ہیں اور خلاف واقعہ باتیں کرتے ہیں اور افترا سے کام لیتے ہیں میں یقین رکھتا ہوں کہ مجھے اپنی دانا گورنمنٹ کے سامنے اس بات کو مدلل لکھنے کی زیادہ ضرورت نہیں کہ وہ خدا جو اس دنیا کا بنانے والا اور آیندہ زندگی کی جاودانی امیدیں اور بشارتیں دینے والا ہے اُس کا قدیم سے یہ قانون قدرت ہے کہ غافل لوگوں کی معرفت زیادہ کرنے کے لئے بعض اپنے بندوں کو اپنی طرف سے الہام بخشتا ہے اور اُن سے کلام کرتا ہے اور اپنے آسمانی نشان اُنپر ظاہر کرتا ہے۔ اور اسطرح وہ خدا کو

"اُس گورنمنٹ کا شکر کرتا ہے وہ کافر ہے۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ہماری یہ کارروائی جو اس گورنمنٹ کی نسبت کی جاتی ہے منافقانہ نہیں ہے ولعنۃ اللّٰہ علی المنافقین بلکہ ہمارا یہی عقیدہ ہے جو ہمارے دل میں ہے"

علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ مع تہذیب الاخلاق ۲۴ جولائی ۱۸۹۷؁ء۔

یہ مضمون خیرخواہی گورنمنٹ انگریزی میں نے اُسوقت شایع کیا تھا جن دنوں میں مولوی محمد حسین بٹالوی اور دوسرے لوگوں نے سلطان روم کی تعریف میں مضمون لکھے تھے اور بوجہ خیرخواہی اس گورنمنٹ کی مجھکو کافر ٹھہرایا تھا۔ سیّد احمد خان صاحب خوب جانتے تھے کہ کسقدر میں انگریزی گورنمنٹ کا خیرخواہ اور امن پسند انسان ہوں اسی لئے مینے ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں

شہادت دی کہ [illegible] ۔ منہ

روحانی آنکھوں سے دیکھکر اور یقین اور محبت سے معمور ہوکر اس لائق ہو جاتے ہیں کہ وہ دوسروں کو بھی اُس
زندگی کے چشمہ کیطرف کھینچیں جس سے وہ پیتے ہیں تا غافل لوگ خدا سے پیار کر کے ابدی نجات کے مالک
ہوں۔اور ہر ایک وقت میں جب دنیا میں خدا کی محبت ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور غفلت کی وجہ سے حقیقی
پاک باطنی میں فتور آتا ہے تو خدا کسیکو اپنے بندوں میں سے الہام دیکر دلوں کو صاف کرنے کے لئے
کھڑا کر دیتا ہے۔سو اس زمانہ میں اس کام کے لئے جس شخص کو اُس نے اپنے ہاتھ سے صاف کر کے کھڑا
کیا ہے وہ یہی عاجز ہے۔اور یہ عاجز خدا کے اُس پاک اور مقدس بندہ کی طرز پر دلوں میں حقیقی پاکیزگی
کی تخم ریزی کے لئے کھڑا کیا گیا ہے جو آج سے قریبا انیس سو ۱۹۰۰ برس پہلے رومی سلطنت کے زمانہ میں گلیل کی
بستیوں میں حقیقی نجات پیش کرنے کے لئے کھڑا ہوا تھا اور پھر پیلاطوس کی حکومت میں یہودیوں کی بہت سی
ایذا کے بعد اُسکو خدا کی قدیم سنت کیموافق اُن ملکوں سے ہجرت کرنی پڑی اور وہ ہندوستان میں تشریف
لائے تا اُن یہودیوں کو خدا تعالے کا پیغام پہونچاویں جو بابل کے تفرقہ کے وقت ان ملکوں میں آئے تھے
اور آخر ایکسو بیس برس کی عمر میں اس ناپائدار دنیا کو چھوڑ کر اپنے محبوب حقیقی کو جا ملے اور کشمیر کے خطہ کو
اپنے پاک مزار سے ہمیشہ کے لئے فخر بخشا۔**کیا ہی خوش قسمت ہے سری نگر** اور انموزہ
خان یار کا محلہ جسکی خاک پاک میں اُس ابدی شہزادہ خدا کے مقدس نبی نے اپنا مطہر جسم ودیعت کیا اور
بہت سے کشمیر کے رہنے والوں کو حیات جاودانی اور حقیقی نجات سے حصہ دیا ہمیشہ خدا کا جلال اُس کے
ساتھ ہو۔آمین۔سو جیسا کہ وہ نبی شہزادہ دنیا میں غربت اور مسکینی سے آیا اور غربت اور مسکینی اور
حلم کا دنیا کو نمونہ دکھلایا اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ اسکے نمونہ پر **مجھے** بھی جو امیری اور حکومت کے
خاندان سے ہوں اور ظاہری طور پر بھی اُس شہزادہ نبی اللہ کے حالات سے مشابہت رکھتا ہوں ان لوگوں
میں کھڑا کرے جو ملکوتی اخلاق سے بہت دور جا پڑے ہیں۔سو اُس نمونہ پر میرے لئے خدا نے یہی چاہا
ہے کہ میں غربت اور مسکینی سے دنیا میں رہوں۔خدا کے کلام میں قدیم سے وعدہ تھا کہ ایسا انسان
دنیا میں پیدا ہو۔اسی لحاظ سے خدا نے میرا نام مسیح موعود رکھا۔یعنے ایک شخص جو عیسیٰ مسیح کے اخلاق
کے ساتھ ہمرنگ ہے۔خدا نے مسیح علیہ السلام کو رومی سلطنت کے ماتحت جگہ دی تھی اور اُس سلطنت نے

اُنکے حق میں عمداً کوئی ظلم نہیں کیا مگر یہودیوں نے جو اُنکی قوم تھے بہت ظلم کیا اور بڑی توہین کی اور کوشش کی کہ سلطنت کی نظر میں اُسکو باغی ٹھہراویں۔ مگر میں جانتا ہوں کہ ہماری یہ سلطنت جو سلطنت برطانیہ ہے خدا اُسکو سلامت رکھے رومیوں کی نسبت قوانین معدلت بہت صاف اور اسکے حکام پیلاطوس سے زیادہ تر زیرکی اور فہم اور عدالت کی روشنی اپنے دلمیں رکھتے ہیں۔ اور اس سلطنت کی عدالت کی چمک رومی سلطنت کی نسبت اعلیٰ درجہ پر ہے۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل کا شکر ہے کہ اُس نے ایسی سلطنت کے ظل حمایت کے نیچے مجھے رکھا ہے جسکی تحقیق کا پلہ شبہات کے پلہ سے بڑھکر ہے۔

غرض مسیح موعود کا نام جو آسمان سے میرے لئے مقرر کیا گیا ہے اسکے معنے اس سے بڑھکر اور کچھ نہیں کہ مجھے تمام اخلاقی حالتوں میں خدائے قیوم نے حضرت مسیح علیہ السلام کا نمونہ ٹھہرایا ہے تا امن اور نرمی کے ساتھ لوگونکو روحانی زندگی بخشوں۔ میں نے اس نام کے معنے یعنے مسیح موعود کے صرف آج ہی اس طور سے نہیں کئے بلکہ آج سے اُنیس ۱۹ برس پہلے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں بھی یہی معنے کئے ہیں۔

ممکن ہے کہ کئی لوگ میری ان باتوں پر ہنسیں یا مجھے پاگل اور دیوانہ قرار دیں کیونکہ یہ باتیں دنیا کی سمجھ سے بڑھکر ہیں اور دنیا انکو شناخت نہیں کرسکتی خاصکر قدیم فرقوں کے مسلمان جنکے ایسی پیشگوئیوں کی نسبت خطرناک اصول ہیں۔ یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ مسلمانوں کے قدیم فرقوں کو ایک ایسی مہدی کی انتظار ہے جو فاطمہ مادر حسینؓ کی اولاد میں سے ہوگا اور نیز ایسے مسیح کی بھی انتظار ہے جو اس مہدی سے ملکر مخالفان اسلام سے لڑائیاں کریگا۔ مگر میں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ یہ سب خیالات لغو اور باطل اور جھوٹ ہیں اور ایسے خیالات کے ماننے والے سخت غلطی پر ہیں۔ ایسے مہدی کا وجود ایک فرضی وجود ہے جو نادانی اور دھوکہ سے مسلمانوں کے دلوں میں جما ہوا ہے اور سچ یہ ہے کہ بنی فاطمہ سے کوئی مہدی آنے والا نہیں اور ایسی تمام حدیثیں موضوع اور بے اصل اور بناوٹی ہیں جو غالباً عباسیوں کی سلطنت کے وقت میں بنائی گئی ہیں اور صحیح اور راست صرف اسقدر ہے کہ ایک شخص عیسیٰ علیہ السلام کے نام پر آنیوالا بیان کیا گیا ہے کہ جو نہ لڑیگا اور نہ خون کریگا اور غربت اور سکینی اور حلم اور براہین شافیہ سے دلوں کو حق کی طرف پھیرے گا۔ سو خدا نے کھلے کھلے کلام اور نشانوں کیساتھ مجھے خبر دی ہے کہ وہ شخص تو ہی ہے

اور اُس نے میری تصدیق کے لئے آسمانی نشان نازل کئے ہیں اور غیب کے بھید اور آنیوالی باتیں میرے پر ظاہر فرمائی ہیں اور وہ معارف مجھکو عطا کئے ہیں کہ دنیا اُنکو نہیں جانتی۔ اور یہ میرا عقیدہ کہ کوئی خونی مہدی دنیا میں آنے والا نہیں تمام مسلمانوں سے الگ عقیدہ ہے۔ اور میں نے اس عقیدہ کو اپنی تمام جماعت اور لاکھوں انسانوں میں شایع کیا ہے اور یہ مسلمانوں کی امیدوں کے برخلاف ہی۔ بلاشبہ اُنکے عقیدے ایسے تھے کہ جو وحشیانہ جوشوں کو پیدا کرتے اور تہذیب اور شایستگی سے دور ڈالتے تھے اور غور کرنے والا سمجھ سکتا ہے کہ ایسے عقیدوں کا انسان ایک خطرناک انسان ہوتا ہے۔ سو خدا نے جو رحیم کریم ہے میرے ظہور سے صلحکاری کی بنیاد ڈالی اور میری جماعت کے دلوں کو ان بیہودہ عقیدوں سے ایسا دھو دیا ہے جیسے ایک کپڑا صابون سے دھویا جائے۔ پس یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ مجھ سے عداوت رکھتے ہیں اور جسطرح یہود کی امیدوں کے موافق حضرت مسیح علیہ السلام بادشاہ ہو کر نہ آئے اور نہ غیر قوموں سے لڑے آخر یہود نے انپر ظلم کرنا شروع کیا اور کہا کہ یہ وہ نہیں ہے جس کا ہمیں انتظار تھا۔ یہی سبب اسجگہ پیدا ہو گیا ہاں اسکے ساتھ دوسرے اختلاف بھی ہیں چنانچہ ان لوگوں کا ایک یہ بھی مذہب ہی کہ حتی المقدور غیر قوموں سے کینہ رکھا جائے اور اگر موقعہ ملے تو اُن کا نقصان بھی کیا جائے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ ہرگز کوئی آدمی مسلمان نہیں بنتا جبتک کہ دوسروں کی ایسی ہمدردی نہیں کرتا جیسا کہ اپنے نفس کے لئے۔ اور میری یہی نصیحت ہی کہ دلونکو صاف کرو اور تمام بنی نوع کی ہمدردی اختیار کرو اور کسی کی بدی مت چاہو کہ اعلیٰ تہذیب یہی ہے۔ افسوس کہ یہ لوگ دوسری قوموں سے انتقام لینے کے لئے سخت حریص ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ عفو اور درگذر کرو اور کینہ ور اور منافق طبع مت بنو۔ زمین پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ اور میں نے نہ صرف کہا بلکہ عملی طور پر دکھلایا اور میں نے ہرگز پسند نہیں کیا کہ جو شخص شر کا ارادہ کرتا ہے اسکے لئے میں بھی شر کا ارادہ کروں۔ مثلاً ڈاکٹر کلارک نے اقدام قتل کا الزام میرے پر لگایا تھا جو عدالت میں ثابت نہ ہوا بلکہ اس کے برخلاف قرائن پیدا ہوئے۔ تب کپتان ڈگلس صاحب مجسٹریٹ ضلع گورداسپورہ نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا آپ ڈاکٹر کلارک پر نالش کرنا چاہتے ہیں تو میں نے انشراح صدر سے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے اُن عیسائیوں پر نالش کرنے سے بھی اعراض کیا

جو عدالت کی تحقیق کے رو سے ملزم ٹھہرے تھے۔ اگر عفو اور درگذر میرا مذہب نہ ہوتا تو اسقدر دکھ اُٹھانے کے بعد میں ضرور نالش کرتا۔ پھر جب انجمن حمایت اسلام لاہور کے ذریعہ سے اس نواح کے مسلمانوں نے رسالہ امہات المومنین کے مصنف پر مواخذہ کرانا چاہا اور اس مطلب کے لئے بحضور صاحب لفٹینٹ گورنر بہادر کئی میموریل بھیجے اور بہت جوش ظاہر کیا تو اُسوقت بھی مینے انکے برخلاف میموریل بھیجا۔ اور صاف لکھا کہ ہم مولف امہات المومنین سے ہرگز انتقام نہیں چاہتے ہاں معقول طور پر رد لکھنا ہمارا فرض ہے۔ سو ان امور میں ہمیشہ سے ان لوگوں اور انکے مولویوں سے میرا اختلاف رہا ہے جس سے انکو بڑا رنج ہے مگر میں ان سے کچھ دشمنی نہیں رکھتا* اور بہرحال انکو قابل رحم جانتا ہوں اور اُس شخص سی زیادہ قابل رحم کون شخص ہو سکتا ہے جو سچائی اور راستی کی راہ کو چھوڑتا ہے۔ ایک اختلاف عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کی نسبت ہی جس سے یہ لوگ ہمیشہ افروختہ رہے۔ میں نے ایک وسیع تحقیقات سی ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ اور مجھے بڑے پختہ ثبوت اس بات کے ملے ہیں کہ آپ کو خدا تعالےٰ نے صلیب سے نجات دیکر ہندوستان کی طرف اُن یہودیوں کی دعوت کے لئے روانہ کیا جو بخت نصر کے ہاتھ سے متفرق ہو کر فارس اور تبت اور کشمیر میں آکر سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ چنانچہ آپ نے ان ملکوں میں ایک مدت تک رہکر اور پیغام الٰہی پہونچا کر آخر سری نگر میں وفات پائی اور آپکا مزار مقدس سری نگر محلہ خان یار میں موجود ہے جو شہزادہ **نبی** **یوز آسف*** کی مزار کہلاتی ہے۔ یسوع کا نام جیزس کے لفظ کیطرح اختلاط زبان کی وجہ سی یوز آسف ہو گیا۔

چوتھی شاخ یہ ہے کہ ان دعووں کے بعد قوم کے علماء نے میرے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ میرے دعوی مسیح موعود کو سنکر اور اس بات سے اطلاع پاکر کہ میں اُنکے اُس مہدی کے آنے سی منکر ہوں جسکی نسبت بہت سے وحشیانہ قصے انھوں نے بنا رکھے ہیں اور زمین پر خون کی ندیاں بہانے والا اُسکو مانا گیا ہے ان مولویوں میں سے ایک شخص محمد حسین نامی نے جو ایڈیٹر رسالہ اشاعۃ السنہ اور ساکن بٹالہ ضلع گورداسپورہ ہے میرے پر ایک کفر کا فتوی لکھا اور بہت سے مولویوں کے اسپر دستخط کرائے اور مجھے کافر اور دجال ٹھہرایا۔ یہانتک کہ یہ فتویٰ دیا گیا کہ یہ شخص واجب القتل ہے اور ان کا مال لوٹ لینا جائز اور

* ڈاکٹر کلارک کی مقدمہ میں جب مولوی محمد حسین ڈاکٹر کلارک کی طرفسے گواہ ہو کر آیا تو میرے وکیل مولوی فضل دین صاحب نے محمد حسین کی نسبت ایک ایسے سوال کی نسبت اجازت چاہی جس سی عدالت میں محمد حسین کی بہت ذلت ہوتی تھی تب میں نے انکو ایسے سوال سے منع کر دیا اور روکدیا۔ اگر میں دنیا میں کسی سے دشمنی رکھتا تو کیوں ایسا کرتا۔ منہ

انکی عورتوں کو جبرًا اپنے قبضہ میں لیکر اُنکے ساتھ نکاح کر لینا یہ سب باتیں درست ہیں بلکہ موجب ثواب ہیں۔ چنانچہ اشتہار مورخہ ۲۹ رمضان ۱۳۰۵ھ مطبوعہ مطبع حقانی لودیانہ اور رسالہ سیف مسلول مطبوعہ مطبع انجمن پریس راولپنڈی کی پشت پر جو محمد حسین کی تحریک سے لکھے گئے ہیں یہ دونوں فتوے موجود ہیں۔ مگر چونکہ رعب گورنمنٹ انگریزی سے ان فتووں پر عملدرآمد نہ ہو سکا تو محمد حسین نے ایک اور تدبیر سوچی کہ اس شخص کو نہایت سخت گالیوں اور دل آزار کلمات سے ہمیشہ رنج دینا چاہیئے جیسا کہ اُس نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ مطبوعہ ۱۸۹۸ء میں کئی جگہ اس بات کا خود اظہار کیا ہے۔ اس قسم کی گالیوں اور بدزبانیوں کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے ایک چالاک شخص کو جس کا نام محمد بخش جعفر زٹلی ہے اور لاہور میں رہتا ہے مقرر کیا اور ہر ایک قسم کے گندے اشتہار خود لکھکر اُس کے نام پر چھپوائے اور درپردہ وہ سب کارروائی خود محمد حسین نے کی اور اس اپنی کارروائی سے وہ لوگوں کو اطلاع بھی دیتا رہا ہے اور اپنے رسالوں میں بھی شیخی کے طور پر یہ کام اپنی طرف منسوب کرتا رہا ہے اور یہ تمام اشتہارات جو نہایت چالاکی اور بدزبانی سے ایک سال سے یا کچھ زیادہ عرصہ سے محمد حسین شایع کر رہا ہے یہ نہایت اوباشانہ طریق سے گندے سے گندے پیرایہ میں لکھے جاتے ہیں اور ان اشتہاروں میں کوئی پہلو میری بے عزتی اور بے آبروئی کا اٹھا نہیں رکھا اور میرے تمام ننگ و ناموس کو خاک میں ملا دیا ہے اور ایسی گندی اور ناپاک تہمتوں پر مشتمل ہیں کہ میں گمان نہیں کر سکتا کہ اس سختی اور بے شرمی کا برتاؤ کبھی ذلیل سے ذلیل قوم کے آدمی نے کسی اپنے مخالف کے ساتھ کیا ہو۔ ان اشتہارات میں سے جو ۱۲ اگست ۱۸۹۸ء کا اشتہار ہے جو مطبع تاج الہند میں چھپا ہے ایسا ہی ایک دوسرا اشتہار جو ۲۵ ستمبر ۱۸۹۸ء میں مطبع فخر الدین پریس لاہور میں طبع ہوا ہے اور ایسا ہی ایک تیسرا اشتہار، درضمیمہ ۱۱ اکتوبر ۱۸۹۸ء کا جو اسی مطبع میں طبع ہوا ہے۔ ان چاروں کا نمونہ کے طور پر کسی قدر مضمون اسجگہ درج کرتا ہوں تا حکام کو معلوم ہو کہ کہانتک میری ذلت کا ارادہ کیا گیا ہے اور نہ ایک ماہ نہ دو ماہ بلکہ ایک سال سے ایسے گندے اشتہار جاری کر رہے ہیں جنکے متواتر زخموں کے بعد مجھے* اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء لکھنا پڑا جس میں جھوٹے کی ذلت خدا تعالیٰ سے طلب کی ہے اور محمد حسین کے یہ چاروں اشتہار جو جعفر زٹلی کے نام پر نکالے گئے مجھے بے عزت کرنے کے لئے انمیں نہایت سخت اور گندے اور ناپاک الفاظ استعمال کئے ہیں یعنے میری نسبت

* یہ اشتہار مباہلہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء اسوقت تک شایع نہیں کیا جبتک کہ کئی اشتہار بدخواست مباہلہ ان لوگوں کی طرف سے متواتر میرے پاس نہیں پہونچے۔ چنانچہ علاوہ ان اشتہارات کے ایک چٹھی جعفر زٹلی مورخہ ۱۹ نومبر ۱۸۹۸ء اور پانچ اشتہار

یہ لکھا ہے کہ "اس شخص کی جورو کی اسکے بعض مریدوں سے آشنائی ہے" اور پھر ٹھٹھے سے اپنے تئیں ملہم قرار دیکر میری نسبت لکھا ہے کہ ہمیں الہام ہوا ہے کہ "اس شخص کی جورو محمد بخش جعفر زٹلی سے نکاح کریگی۔ اور پھر میری نسبت ٹھٹھے سے لکھتا ہے کہ ہمیں الہام ہوا ہے کہ "قادیانی ایک سخت مقدمہ میں ماخوذ ہوکر پابجولان قید فرنگ میں ڈالا جاوے گا۔ اور جلاوطن ہوگا اور حالت قید میں بالکل دیوانہ اور مختل الحواس ہو جائے گا اور اس کے نیچے سے ایک ناسور کا پھوڑا پیدا ہوگا۔ اور اسکو کوڑھ ہو جائیگا اور اسکے جسم میں بیشمار کیڑے پیدا ہونگے اور اسکی صورت مطلقاً مسخ ہو جائے گی اور اسکی پیاری بیوی بعض مریدوں سے آشنائی کریگی اور پھر وہ آوارہ ہوکر قادیانی سے طلاق حاصل کریگی اور پھر محمد بخش جعفر زٹلی سے اس کا نکاح ہوگا +۔ اور مولوی ابو سعید محمد حسین نکاح خوان ہونگے اور آخرکار قادیانی آنکھوں سے اندھا۔ کانوں سے بہرا۔ زبان سے گونگا۔ خودکشی کرکے فی النار والسقر ہو جائے گا یعنے جہنم میں پڑے گا۔" اور پھر ٹھٹھے کے طور پر اخیر میں لکھتا ہے کہ "یہ سب الہام پورے ہو چکے صرف نکاح باقی ہے"۔ اور پھر میری نسبت تیسرے اشتہار میں ٹھٹھے سے لکھتا ہے کہ "سنا ہے کہ اس شخص کو طاعون ہوگئی اور کتوں نے اس کا گوشت کھایا"۔ اور پھر جولائی ۱۸۹۷ء کے پرچہ میں میری تصویر **ریچھ** کی بنائی ہے۔

علاوہ اسکے محمد حسین نے اپنی اشاعۃ السنہ ۱۸۹۸ء میں جابجا مجھے بدکار اور گورنمنٹ انگریزی کا بدخواہ اور خونی قرار دیا ہے۔ پس جبکہ یہ ظلم محمد حسین اور اسکے گروہ یعنے محمد بخش جعفر زٹلی وغیرہ کا حد سے زیادہ گذر گیا اور مجھے اس حد تک ذلیل کیا گیا کہ کوئی ایسا لفظ ذلت کا نہ چھوڑا جو میری نسبت استعمال نہ کیا۔ تو بالآخر میں نے اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء جاری کیا جس کا مطلب صرف یہ تھا کہ خدا تعالیٰ ہم دونوں گروہ میں سے اسکو ذلیل کرے جو جھوٹا ہے اور پھر اس اشتہار کی شرح ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء کے اشتہار میں اور بھی تصریح سے کردی اور محمد حسین نے میرے اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کے بعد بھی جابجا مجھے بدنام کرنا چاہا اور میرے اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کے جھوٹے طور پر یہ معنے کئے کہ اس میں میرے قتل کرنے کی دھمکی دی ہے۔ حالانکہ اسی اشتہار میں میں نے تین جگہ کھول کر بیان کردیا تھا کہ یہ اشتہار صرف جھوٹے کی ذلت کے لئے ہے ہم دونوں فریق میں سے کوئی ہو۔ اور پھر میں نے یہ سنکر کہ محمد حسین میرے اشتہار

+ مولوی محمد حسین نے اپنے اشاعۃ السنہ ۱۸۹۸ء میں بڑے تمسخر کے طور پر لکھا ہے کہ "انکی بیوی کا محمد بخش سے میں نکاح پڑھوں گا"۔ منہ

۲۱ نومبر کے خلاف واقعہ معنے بیان کرتا ہے۔ ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء کا اشتہار اس غرض سے شایع کیا کہ تا محمد حسین الٹے معنے کر کے لوگوں کو دھوکہ نہ دیوے مگر میں نے سنا ہے کہ بعد اسکے پھر بھی وہ دھوکہ دیتا رہا۔ ایک بچہ بھی جو ادنیٰ استعداد رکھتا ہو میرے ان دونوں اشتہارات کو دیکھکر جو ۲۱ نومبر ۹۸ء اور ۳۰ نومبر ۹۸ء میں جاری ہوئے تھے بدیہی طور پر سمجھہ سکتا ہے کہ ان اشتہارات میں کسی کے قتل کرنے کی پیشگوئی نہیں ہے بلکہ محض جھوٹے کی **ذلت**✠ کیلئے بددعا اور الہام ہے۔ اور یہی غرض تھی جسکی وجہ سے میں نے محمد حسین کا اشتہار جو محمد بخش اور ابوالحسن تبتی کے نام سے جاری کیا گیا تھا اشتہار ۲۱ نومبر ۹۸ء کے ساتھ چھاپ بھی دیا تھا۔ اس سے میری یہ غرض تھی کہ تا معلوم ہو کہ محمد حسین نے محض بدزبانی سے مجھے ذلیل کرنا چاہا ہے اور میں خدا سے یہ فیصلہ چاہتا ہوں کہ جو شخص ہم میں سے جھوٹا ہے وہ اسطرح ذلیل ہو۔ میں نے اس رسالہ کے اخیر پر اپنے دو اشتہار یعنے ۲۱ نومبر ۹۸ء اور ۳۰ نومبر ۹۸ء کا ترجمہ انگریزی بھی شامل کر دیا ہے۔ یہ بات کہ میں نے کیوں یہ اشتہار ۲۱ نومبر ۹۸ء لکھا اور کس صحیح ضرورت کی وجہ سے میں اسکے لکھنے کا مجاز تھا اس کا جواب میں ابھی دے چکا ہوں کہ میں ایکسال سے زیادہ عرصہ تک گندہ اشتہاروں کا نشانہ رہا یعنے محمد حسین اور اسکے گروہ کی طرف سے میری نسبت برابر ایک برس تک گالیوں کے اشتہار جاری ہوتے رہے اور ان اشتہارات میں میری سخت اہانت اور بے عزتی کی گئی اور مجھے ذلیل کرنے میں انتہا تک کوشش کیگئی یہانتک کہ میری مستورات پر محض مفسدانہ شرارت سے بدکاری اور زنا کا الزام لگایا گیا۔ اس درجہ کی دل آزاری اور بے حرمتی کی وجہ جو انسانی غیرت کو حرکت میں لاتی ہے میرا حق تھا کہ میں عدالت میں نالش کرتا۔ لیکن میں نے اپنے فقیرانہ اور صابرانہ طریق کے لحاظ سے کوئی نالش نکی اور ایک سال کے قریب ایسی اشتہارات جن کا ایک ایک لفظ میری بے عزتی کے لئے لکھا گیا تھا محمد حسین اور اسکے گروہ نے بذریعہ ڈاک قادیاں میں میرے پاس پہونچائے حالانکہ میں ایسے گندے اخباروں اور اشتہاروں کا خریدار نہ تھا۔ پس جبکہ بار بار مجھے اس قسم کی گالیوں اور بہتانوں سے آزار پہونچایا گیا تو آخر میں نے مدت دراز کے صبر کے بعد نہایت نیک نیتی سے اشتہار ۲۱ نومبر ۹۸ء جو محض اس مضمون پر مشتمل تھا کہ جھوٹے کو خدا ذلیل کرے مگر اسی قسم کی ذلت سے جو اس نے پہونچائی جاری کیا۔

✠ الہام جزاء سیئۃ بمثلھا کہ جو اشتہار ۲۱ نومبر ۹۸ء میں لیج ہی یہ ظاہر کرتا ہے کہ جھوٹے کی ذلت تو ہوگی مگر اسی قسم کی جو اس نے اپنے فعل سے فریق ثانی کو پہونچائی ہو۔ پس اس جگہ ذلت کی قسم مثل کے لحاظ سے قرار دیگئی ہے۔ منہ

پانچویں شاخ قابل بیان یہ ہے کہ میرے ان دعووں سے پہلے میری نسبت ان لوگوں کا کیا ظن تھا اور ان دعووں کے بعد کیوں اس قدر عداوت اختیار کی۔ سو اسجگہ اسقدر لکھنا کافی ہے کہ شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ جو مخالفوں کا سرگروہ ہے میرے ان دعاوی سے پہلے میری نسبت نہایت درجہ کا مدح خوان تھا۔ مجھکو ایک نیک انسان اور ولی اور مسلمانوں کا فخر اور گورنمنٹ انگریزی کا نہایت درجہ کا خیر خواہ سمجھتا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے پرچہ اشاعۃ السنہ جون۔ جولائی۔ اگست ۱۸۸۴ء میں صفحہ ۱۶۹ میں میری نسبت لکھتا ہے کہ "یہ شخص اسلام کی مالی وجانی وقلمی ولسانی وحالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جسکی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے"۔ پھر اسی رسالہ کے صفحہ ۱۷۶ میں لکھتا ہے کہ "مولف براہین احمدیہ (یعنے اس راقم) کے حالات وخیالات سے جسقدر ہم واقف ہیں ہمارے معاصرین ایسے واقف کم نکلینگے۔ مولف صاحب ہمارے ہم وطن ہیں بلکہ اوائل عمر کے ہمارے ہم مکتب بھی ہیں۔ انکے والد بزرگوار مرزا غلام مرتضےٰ نے غدر ۱۸۵۷ء میں گورنمنٹ کا خیر خواہ جان نثار وفادار ہونا عملاً بھی ثابت کر دکھایا اور پچاس گھوڑے گورنمنٹ کی مدد میں دیئے" اور پھر صفحہ ۱۷۷ اور ۱۷۸ میں لکھتا ہے کہ "مرزا غلام احمد صاحب درویشانہ طور پر گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی میں ہمیشہ مصروف رہے اور بارہا انھوں نے لکھا ہے کہ یہ گورنمنٹ مسلمانوں کے لئے آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے اور خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لئے ایک باران رحمت بھیجا ہے ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعی حرام ہے"۔ ایسا ہی محمد حسین نے اشاعۃ السنہ کے کئی اور پرچوں میں میری نسبت صاف طور پر گواہی دی ہے کہ "یہ شخص غریب طبع اور بے شر اور گورنمنٹ انگلشیہ کا خیر خواہ ہے" اور اس گواہی پر سالہا سال تک اور اسوقت تک قائم رہا جب تک کہ مینے ان لوگوں کے ان اعتقادات سے انکار کیا کہ جو ان لوگوں کے دلوں میں جمے ہوئے ہیں کہ دنیا میں ایک مہدی آئے گا اور نصاریٰ سے لڑے گا۔ اور اُسکی مدد کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور زمین پر کسی کافر کو نہیں چھوڑینگے اور کافروں کی دولت مولویوں اور دوسرے مسلمانوں کو ملیگی اور اتنی دولت ملیگی کہ وہ اسکے رکھنے سے عاجز آجائیں گے۔ ان بے بنیاد اور بیہودہ قصوں کو مینے قبول نہیں کیا اور بار بار لکھا کہ یہ خیالات حدیثی

اور قرآن سے ثابت نہیں اور سراسر لغو اور باطل ہیں اور نہ صرف انکار کیا بلکہ یہ بھی ظاہر کیا کہ میں خدا تعالیٰ کے ارادہ کے موافق اور اسکے الہام سے مسیح موعود کے نام پر آیا ہوں اور میں لوگوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ عام مسلمانوں کے یہ اعتقاد کہ بنی فاطمہ سے ایک مہدی اٹھے گا اور مسیح آسمان سے اسکی مدد کیلئے آئے گا۔ پھر وہ زمین پر کافروں کے ساتھ لڑینگے اور نصاریٰ کے ساتھ انکی لڑائیاں ہونگی اور مولویوں اور اُنکے ہم خیال لوگوں کو انعام دینے کے لئے بہت سامال اکٹھا کیا جائیگا۔ یہ سب جھوٹے اور بے اصل خیالات ہیں بلکہ ایسی لڑائیاں کرنے والا کوئی نہیں آئے گا صرف روحانی طور پر غافل لوگونکی اصلاح منظور تھی۔ سو اس اصلاح کے لئے میں آیا ہوں۔ سو یہ وعظ میرا ان لوگوں کو نہایت برا معلوم ہوا کیونکہ **کروڑہا خیالی روپیوں کا نقصان ہو گیا**۔ اور لوٹ کے مالوں سے قطعی نومیدی ہو گئی اور مسیح موعود اور مہدی کی جگہ پر ایک غریب انسان آیا جو لڑائیوں سے منع کرتا اور **بغاوت** کے پلید منصوبوں سے روکتا اور غریبانہ زندگی کی تعلیم دیتا ہے۔ پھر ایسا انسان ان لوگوں کو کیونکر اچھا معلوم ہوتا ناچار اُسکے قتل اور صلیب دینے کیلئے فتوے لکھے گئے اسکی بیویوں اور اسکی جماعت کی عورتوں پر جبراً قبضہ کرنا اور اُن سے نکاح کرنا دینداری کا اصول ٹھہرایا گیا۔ گالیاں دینا اور جھوٹی تہمتیں لگانا اور اسکی بیوی کا ذکر کرکے پلید تہمتوں سے اسکو متہم کرنا ثواب کا کام سمجھا گیا۔ اور پھر دوبارہ غیظ و غضب ان لوگوں کا اس بات سے بھی چمکا کہ محمد حسین نے اپنے ایک رسالہ میں سلطان روم کی بہت تعریف کی تھی۔ اسکی مقابلہ پر میں نے ایک سفیر روم کی ملاقات کے بعد یہ اشتہار دیا کہ ہمیں سلطان روم کی نسبت سلطنت انگریزی کے ساتھ زیادہ وفاداری اور اطاعت دکھلانی چاہیے۔ اس سلطنت کے ہماری سر پر وہ حقوق ہیں جو سلطان کے نہیں ہو سکتے ہرگز نہیں ہو سکتے۔ اس میری تحریر پر مولویوں نے بہت شور مچایا اور سخت سخت گالیاں دیں۔ اور میرے ساتھ اتفاق رائے صرف **سر سید احمد خان** کے سی ایس آئی نے کیا۔ جیسا کہ میں اُنکی کلام کو جسکو انھوں نے اپنے اخبار میں شایع کیا تھا اسی رسالہ میں لکھ چکا ہوں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ بجز ان وجوہ کے اور کوئی وجہ عداوت ان لوگونکی ہرگز نہیں ہے۔ گورنمنٹ انگریزی کے عالی مرتبہ حکام ان لوگوں کے اشتہارات کو غور سے پڑھکر معلوم

+ نوٹ۔ دیکھو کتاب سیف مسلول صفحہ ۳۲ و ۴۰ مطبوعہ ایجرٹین پریس راولپنڈی بلا تاریخ۔ اور اشتہار مولوی محمد علی بوپڑی مطبوعہ حقانی پریس ... مورخہ ۲۹ رمضان ۱۳۱۱ھ ...

کرسکتے ہیں کہ ان لوگوں کی درندگی کس حد تک پہونچ گئی ہے اور میری تعلیم جو مدت انیس برس سے اپنی جماعت کو دے رہا ہوں وہ بھی اس محسن گورنمنٹ پر پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ مینے اپنی جماعت کے لئے لازم کر دیا ہے کہ وہ اِن لوگونکی بدی کا مقابلہ نکریں اور غریبانہ طرز پر زندگی بسر کریں اور اپنے نفس پر بھی میں نے یہی لازم کیا ہے کہ ان پلید تہمتوں اور بہتانوں کے مقابل پر خاموش رہوں اسی وجہ سے ان لوگونکی اوباشانہ باتوں کے مقابل پر ہمیشہ مینے اور میری جماعت نے خاموشی اختیار کی۔ ایک منصف غور کرسکتا ہے کہ یہ کسقدر دل دکھلانے والا طریق تھا کہ اس محمد حسین مولوی نے محمد بخش جعفر زٹلی اپنے دوست کے ذریعہ سے یہ اشتہار میری نسبت دیا کہ اس شخص کی بیوی اسکی جماعت سے آشنائی یعنے ناجائز تعلق رکھتی ہے۔ مگر میں اس بہتان کے سننے سے خاموش رہا۔ پھر ایک دوسرے اشتہار میں لکھا کہ سنا ہے کہ یہ شخص مرگیا اور اُس کا گوشت کتوں نے کہایا۔ مینے پھر بھی صبر کیا۔ پھر میری کی نسبت لکھا کہ ہمیں الہام ہوا ہے کہ اسکی بیوی آوارہ ہوکر محمد بخش جعفر زٹلی سے نکاح کریگی اور محمد حسین نکاح پڑھے گا۔ پھر بھی مینے صبر کیا۔ پھر ایک اور اشتہار میں مجھے ایک ریچھ قرار دیکر ایک تصویر ریچھ کی بنائی اور اسکے گلے میں رسّا ڈالا اور ساتھ اسکی گالیاں لکھیں۔ اور پھر ایک اور اشتہار میں یہ الہام ظاہر کیا کہ یہ شخص قید ہوجائے گا اور کوڑھی ہوجائے گا۔ اور پھر اسی محمد حسین نے اشاعۃ السنہ میں ایک جگہ لکھا کہ یہ شخص خونی ہے بدکار اور باغی ہے۔ ان تمام اشتہارات کے بعد ان لوگوں نے بار بار مباہلہ کی درخواست کی اور ان درخواستوں میں بھی گالیاں دیں آخر نرمی اور ملائمت سے میری طرف سے ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کا اشتہار نکلا جس کا صرف یہ مطلب تھا کہ خدا ہم دونوں میں سے جھوٹے کو **ذلیل** کرے۔ مگر الہام میں بتلایا گیا تھا کہ جس نے تجاوز کیا اسکی ذلت ہوگی

غرض جو کچھ مجھ میں اور ان میں آجتک واقع ہوا اُسکی یہی کیفیت تھی جو میں نے بیان کی اور محمد حسین اور محمد بخش جعفر زٹلی کے تمام گندے اشتہار میرے پاس موجود ہیں جن کا مضمون بطور خلاصہ اس رسالہ میں لکھدیا گیا ہے اور انکی تاریخ طبع مع نام مطبع ذیل میں لکھتا ہوں۔

تاریخ اشتہار	نام مطبع	کیفیت

۱۱ر جون ۱۸۹۷ء	تاج الہند لاہور تکیہ سادھواں	اس اشتہار کا عنوان ضمیمہ اخبار جعفر زٹلی ہے شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کی ایما سے لکھا گیا ہے جیسا کہ شیخ مذکور نے اسکو اپنی اشاعۃ السنہ اور نیز گواہوں کے روبرو بھی قبول کیا ہے۔ اس اشتہار میں نہایت گندی پیشگوئیاں لکھی ہیں
۲۶ر جون ۱۸۹۷ء	״	یہ بھی شیخ محمد حسین کی ایما سے لکھا گیا ہے
۲۳ر جون ۱۸۹۷ء	״	یہ بھی شیخ محمد حسین کی ایما سے لکھا گیا۔
۲۶ر مئی ۱۸۹۷ء	״	.... اس اشتہار میں قتل کی بھی دھمکی دی ہے۔
۲۰ر اگست ۱۸۹۷ء	״	یہ بھی محمد حسین کی ایما سے لکھا گیا اور گالیوں سے بھرا ہوا ہے۔
۷ر اپریل ۱۸۹۷ء	״	اس کے صفحہ چار تیسرے کالم میں لکھا ہے کہ مرزا مر گیا اور اسکی لاش عجائب خانہ میں رکھی گئی۔ ✻
اشاعۃ السنہ محمد حسین بٹالوی ۱۸۹۱ عیسوی سے لیکر ۱۸۹۸ء تک		ان تمام رسالوں میں جو ۱۸۹۱ سے ۱۸۹۸ تک ہیں مولوی محمد حسین نے ہر ایک طرح سے میرے پر تہمتیں لگائیں گالیاں دیں اور یہ بھی اقرار کیا کہ محمد بخش زٹلی کے تمام گندی اشتہار میری ایما اور تعلیم سے ہیں۔ اور محمد بخش کی بہت تعریف کی

خیر یہ امر قابل غور حکام ہے کہ صدہا معزز اور شریف انسان میری پاک زندگی کے گواہ ہیں اور خود میری جماعت کے معزز عہدہ دار جو گورنمنٹ کی نظر میں خاص اعتبار کے لائق ہیں ایسا ہی معزز رئیس اور تاجر ہیں میرے نیک اور شریفانہ چال چلن پر شہادت دے سکتے ہیں اور نہ میں ایسے خاندان سے ہوں کہ جو گورنمنٹ انگریزی کی نظر میں کبھی متہم تھا اور نہ کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ کبھی کوئی مجرمانہ حرکت مجھ سے ظہور میں آئی۔ اور میری جماعت میں اکثر معزز عہدہ دار اور رئیس اور شریف تعلیم یافتہ ہیں جو کسی بدچلن کے ساتھ تعلق مریدی نہیں رکھ سکتے اور محمد حسین سے میری کوئی ذاتی عداوت نہیں اور نہ کوئی مالی شراکت۔ صرف مذہبی عقائد کا اختلاف ہے۔ ہاں چونکہ ان لوگوں نے قریباً ایک برس سے گالیاں دینا اور گندے اشتہار نکالنا اپنا طریق بنا لیا ہے اسلئے انکے بہت سے اشتہارات کے بعد جو قریباً ایک برس تک میرے نام آتے رہے اور انکی متواتر درخواست مباہلہ کے بعد جو بذریعہ اشتہارات کیگئی

✻ صرف یہی بات نہیں کہ محمد حسین نے اپنی اشاعۃ السنہ میں قبول کیا ہے کہ یہ سب گالیاں اُسکی تحریک سے اور اُسکی تعلیم سے دی ہوئی ہیں بلکہ اِس بات پر چند معزز آدمی گواہ بھی ہیں کہ محمد حسین اِن اشتہارات کے بارے

[illegible]

میری نیک نیتی اور خداترسی اور حلم نے مجھے یہ ہدایت کی کہ بجائے گالیوں کے خداتعالے سے بطور مباہلہ فیصلہ چاہوں اور یہ طریق مباہلہ میں نے اپنی طرف سے ایجاد نہیں کیا بلکہ یہ قدیم سے اسلام میں بطور سنت چلا آتا ہے۔ یہ اسلام کا طریق ہے کہ جو فیصلہ خودبخود نہ ہوسکے وہ بذریعہ مباہلہ خداتعالے پر ڈالا جائے مگر میں نے کسی کی موت یا کسی اور مصیبت کیلئے ہرگز یہ اشتہار نہیں لکھا۔ خلاصہ اشتہار صرف یہ ہے کہ خداتعالیٰ دونوں فریق میں سے جو ظالم ہو اُسکو مثلی ذلت پہونچاوے۔ میری عادت ہرگز نہیں کہ میں کسی کی موت کی نسبت خودبخود پیشگوئی کروں۔ چند آدمی جنکی نسبت اس سے پہلے پیشگوئی کیگئی تھی جیسے ڈپٹی آتھم اور پنڈت لیکھرام۔ اِن لوگوں نے خود اصرار کیا تھا اور نہایت اصرار سے اپنی دستی تحریریں دی تھیں اور اسپر زور دیا تھا کہ اُنکے حق میں پیشگوئی کیجائے۔ اور لیکھرام نے علاوہ میری پیشگوئی کے میرے حق میں بھی پیشگوئی کی تھی اور اشتہار دیا تھا کہ یہ شخص تین سال تک ہیضہ سے مرجائے گا اور میری پیشگوئی کو اپنی رضامندی سے ہزاروں انسانوں میں اس نے شایع کر دیا تھا۔ اور بذریعہ اشتہار خود ظاہر کر دیا تھا کہ یہ پیشگوئی میری رضامندی سے ہوئی ہے۔ اور خود ظاہر ہے کہ لیکھرام جیسا مخالف شخص ایسی پیشگوئی کو سنکر بحالت نارضامندی نالش کرنے سے کیونکر رک سکتا تھا۔ یہ واقعہ صدہا آدمیونکو معلوم ہے کہ وہ اس پیشگوئی کے حاصل کرنے کے لئے قریباً دو ماہ تک قادیاں میں رہا تھا۔ پھر پیشگوئی کے بعد پانچ برس برابر زندہ رہا اور کسی کے پاس شکایت نکی کہ میرے خلاف مرضی یہ پیشگوئی ہوئی۔ آخر پیشگوئی کی میعاد کے اندر ہی خداتعالی کی مرضی سے اس جہان سے گذر گیا۔ اُس نے موت کے وقت بھی میری نسبت کوئی شک ظاہر نہیں کیا۔ کیونکہ وہ دل سے جانتا تھا کہ میں شریرالنفس اور منصوبہ باز نہیں ہوں۔ اور جو شخص روح القدس سے بولتا ہے کیا وہ اُس بدمعاش سے مشابہت رکھتا ہے جو شیطانی اور مجرمانہ فریب سے کوئی حرکت بیجا کرتا ہے؟ جو خدا سے بولتا ہے وہ خلقت کے روبرو کبھی شرمندہ نہیں ہوسکتا۔ یہ ہزارہا شکر کا محل ہے کہ مہربان اور منصف مزاج اور دانا گورنمنٹ کے سایہ کے نیچے ہم زندگی بسر کرتے ہیں۔ اگر میری قوم کے یہ مولوی مجھپر دانت پیستے ہیں اور مجھکو جھوٹا اور بداعمال خیال کرتے ہیں تو میں اس محسن گورنمنٹ کو

اپنے اور ان لوگوں کے فیصلہ کے لئے اسطرح پر منصف کرتا ہوں کہ کوئی **آیندہ کی غیب گوئی** جو انسان کی نیکی یا بدی سے کچھ بھی تعلق نہ رکھے اور کسی انسانی فرد پر اُس کا اثر نہ ہو اپنے خدا سے حاصل کر کے بتلاؤں اور اپنے صدق یا کذب کا اُسکو مدار ٹھہراؤں اور درصورت کاذب ہونے کے ہر ایک سزا اٹھاؤں مگر ان میں **کون ہے جو اس فیصلہ کو منظور کرے؟**

افسوس کہ اس محمد حسین کو خوب معلوم ہے کہ لیکھرام نے نہایت اصرار سے یہہ پیشگوئی حاصل کی اور ایک مدت تک قادیاں میں اسی غرض سے میرے پاس رہا تھا۔ اور ڈپٹی عبداللہ آتھم خود سرکاری قوانین سے واقف تھے۔ پس کیونکر ہو سکتا تھا کہ ایسا آدمی جو اکسٹرا اسسٹنٹ بھی رہ چکا تھا میرے خود بخود پیشگوئی کرنے کی حالت میں خاموش رہ سکتا اور ایک دستی تحریر انکی متلمقدمہ ڈاکٹر کلارک میں میں نے شامل بھی کرائی ہے۔ اور پھر یہہ اشتہار مباہلہ جو ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو شایع کیا گیا باوجود اسکے جو کسیکے ذات سے اسکو خصوصیت نہیں بلکہ صرف جھوٹے کی ذلت کیلئے شایع کیا گیا ہے ایسی آہستگی اور احتیاط سے اسکو میں نے شایع کیا ہے کہ جب تک محمد حسین کے گروہ کی طرف سے متواتر اشتہار اور خطوط بطلب مباہلہ میرے پاس نہیں پہونچے اسوقت تک مینے اس اشتہار کو روک رکھا۔ یہہ تمام اشتہار طلب مباہلہ کے میرے پاس موجود ہیں۔ غرض ان تمام واقعات کا صحیح نقشہ جو آجتک مجھ میں اور محمد حسین کے گروہ میں ظہور میں آئے یہی ہے جو میں نے بیان کیا ہے۔

اور میں اس رسالہ کے اخیر میں اپنے دونوں اشتہار یعنے ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کا اشتہار۔ اور ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء کا اشتہار ملاحظہ حکام کے لئے شامل کرتا ہوں۔

بالآخر میں اپنی دانا اور محسن گورنمنٹ کی خدمتمیں یہ امر پیش کرنا بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ میری قوم کے مولویوں کو محض اس وجہ سے مخالفت ہے کہ میں اُنکی امیدوں اور آرزوؤں کے برخلاف اپنی جماعت کو تعلیم کرتا ہوں جس قسم کے مہدی اور مسیح کے وہ منتظر تھے میں ان اعتقادات کا مخالف ہوں اور خدا تعالی نے میرے پر یہ ظاہر فرمایا ہے

کہ یہ تمام باتیں بے اصل اور جھوٹھ ہیں کہ کوئی ایسا مہدی یا مسیح دنیا میں آئے گا کہ جو مذہب اور دین کے پھیلانیکے لئے خونریزیاں
کریگا۔ خدا نے ہرگز نہیں چاہا کہ اس طور سے دین کو پھیلاوے۔ اگر ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کیوقتمیں مخالفوں سے لڑائیاں ہوئی
تھیں تو وہ لڑائیاں دین پھیلانیکے لئے ہرگز نہ تھیں صرف بطور مدافعت کے تھیں یعنی محض اسلئے ہوئی تھیں کہ اُسوقت کے مخالف
جاہلانہ مذہبی تعصب سے مسلمانوں کو روئے زمین سے نابود کرنا چاہتے تھے اُنکو قتل کرتے تھے اور بڑی بڑی تکلیفیں دیتے تھے
اور نہیں چھوڑتے تھے کہ اسلام کیلئے آزادی سے وعظ کیا جائے۔ سو ان مجرمانہ حرکات کے بعد سزا دہی کے طور پر وہ لوگ قتل
کئے گئے جنھوں نے ناحق بے گناہ محض مذہبی کینہ سے مسلمانوں کو قتل کیا تھا۔ مگر اب مذہبی کینہ اور تعصب سے مسلمانوں کو کوئی
قتل نہیں کرتا اور مذہب کیلئے اُنپر کوئی تلوار نہیں چلاتا۔ ہاں دنیاداری کیطور پر دنیاداروں کی باہم لڑائیاں ہوتی ہیں سو
ہوا کریں ہمیں اُن سے کیا غرض ہے۔ پھر جس حالت میں اسلام کے نابود کرنیکے لئے کوئی تلوار نہیں اٹھاتا تو سخت جہالت
اور قرآن کی مخالفت ہے کہ دین کے بہانہ سے تلوار اٹھائی جائے۔ اگر کوئی ایسا شخص خونی مہدی یا مسیح کے نام پر دنیا میں آوے
اور لوگوں کو ترغیب دے کہ تم کافروں سے لڑو تو سمجھنا چاہیے کہ وہ کذاب اور جھوٹا ہے اور قرآن کی تعلیم کے موافق کارروائی نہیں کرتا
بلکہ مخالف راہ پر چلتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایسے اعتقاد والے قرآن کی پیروی نہیں کرتے بلکہ ایک جاہلانہ رسم اور
عادت کے بت کی پرستش کرتے ہیں اور یہ پادریوں کی بھی نادانی اور سراسر غلطی ہے کہ ناحق ہمیشہ شور مچاتے رہتے ہیں کہ اسلام
میں تلوار سے دین کو بڑھانا قرآن کا حکم ہے اور اس طرح پر نادان جاہلوں کو اور بھی بیہودہ اور باطل خیالات کیطرف رجوع دیتے اور
ابھارتے ہیں۔ ان لوگوں کو قرآن کا علم نہیں ہے اور نہ خدا سے الہام پاتے ہیں کہ تا خدا کی کلام کے معنے خدا سے معلوم کریں اور اس
طرح پر ناحق ایک خلاف واقعہ بات کی یاد دہانی کراتے رہتے ہیں۔ مجھے خدا نے قرآن کا علم دیا ہے۔ اور زبان عرب کی محاورات
کی سمجھ کیلئے وہ فہم عطا کیا ہے کہ میں بلا فخر کہتا ہوں کہ اس ملک میں کسی دوسرے کو یہ فہم عطا نہیں ہوا۔ میں زور سے
کہتا ہوں کہ قرآن میں ایسی تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ دین کو تلوار کیساتھ مدد دیجائے یا اعتراض کرنیوالوں پر تلوار اٹھائی جائے قرآن
بار بار ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ تم مخالفونکی ایذا پر صبر کرو۔ پس یقیناً سمجھنا چاہیے کہ ایسا مہدی یا مسیح اسلام میں ہرگز نہیں آئیگا
کہ جو دین کیلئے تلوار اٹھائے۔ سچا دین دلائل کے ذریعہ سے دلوں کے اندر جاتا ہے نہ تلوار کیساتھ بلکہ تلوار تو اور بھی مخالف کو
اعتراض کا موقعہ دیتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہایت فضل کیا ہے کہ ان لوگونکے ان باطل خیالات کی دور کرنیکے لئے مسیح موعود کا
آسمان سے اترنا خلاف واقعہ ثابت کر دیا ہے۔ کیونکہ خدا کے فضل سے میری کوششوں سے ثابت ہو چکا ہے اور اب تمام انسانونکو

بڑے بڑے دلائل اور کھلے کھلے واقعات کی وجہ سے ماننا پڑے گا کہ حضرت مسیح علیہ السلام ہرگز آسمان پر مع جسم عنصری نہیں گئے۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق اور اُن دعاؤں کے قبول ہونیکی وجہ سے جو تمام رات حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی جان بچانے کے لئے کی تھیں صلیب سے اور صلیبی لعنت سے بچائے گئے اور ہندوستان میں آئے اور بدہ مذہب کے لوگوں سے بحثیں کیں آخر کشمیر میں وفات پائی اور محلہ خان یار میں آپ کا مزار مقدس ہے جو شہزادہ نبی کے مزار کے نام پہ مشہور ہے۔ پھر جبکہ آسمان سے آنے والا ثابت نہ ہوسکا بلکہ اس کے برخلاف ثابت ہوا تو اُس مہدی کا وجود بھی جھوٹ ثابت ہوگیا جس نے ایسے مسیح کے ساتھ ملکر خونریزیاں کرنا تھا۔ کیونکہ بموجب قاعدہ تحقیق اور منطق کے دو لازمی چیزوں میں سے ایک چیز کے باطل ہونے سے دوسری چیز کا بھی باطل ہونا لازم آیا۔ لہذا ماننا پڑا کہ یہ سب خیالات باطل اور بے بنیاد اور لغو ہیں اور چونکہ توریت کے رو سے مصلوب لعنتی ہوجاتا ہے اور لعنت کا لفظ عبرانی اور عربی میں مشترک ہے جسکے یہ معنے ہیں کہ ملعون خدا سے درحقیقت دور جا پڑے اور خدا اُس سے بیزار ہوجائے اور وہ خدا سے بیزار ہوجائے اور خدا اُس کا دشمن اور وہ خدا کا دشمن ہوجائے تو پھر نعوذ باللہ خدا کا ایسا پیارا۔ ایسا برگزیدہ۔ ایسا مقدس نبی جو مسیح ہے اُسکی نسبت ایسی بے ادبی کوئی سچی تعظیم کرنیوالا ہرگز نہیں کریگا اور پھر واقعات نے اور بھی اس پہلو کو ثابت کردیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے بلکہ اس ملک سے کفار کے ہاتھ سے نجات پاکر پوشیدہ طور پر ہندوستان کی طرف چلے آئے۔ لہذا ان نادان مولویوں کے یہ سب قصے باطل ہیں اور یہ سب **خطرناک امیدیں** لغو ہیں اور ان کا نتیجہ بھی بجز مفسدانہ خیالات کے اور کچھ نہیں۔ اگر میرے مقابل پر ان لوگوں کے اعتقادات کا **عدالت میں اظہار** لیا جائے تو معلوم ہو کہ کیسے یہ لوگ خطرناک اعتقادات میں مبتلا ہیں کہ نہ صرف راستی سے دور بلکہ اَمن اور سلامت روشی سے بھی دور ہیں۔

اور میں اخیر پر اس رسالہ کو اس بات پر ختم کرنا چاہتا ہوں کہ اگرچہ عیسائی عقیدوں کے لحاظ سے حضرت مسیح کا دوبارہ آنا پولیٹیکل مصالح سے کچھ تعلق نہیں رکھتا مگر جس طور سے حال کے اسلامی مولویوں نے حضرت عیسیٰ کا آسمان سے اترنا اور مہدی کے ساتھ اتفاق کر کے جہادی لڑائی کرنا غلط طور پر اپنے اعتقاد میں داخل کرلیا ہے یہ عقیدہ نہ صرف جھوٹ ہی بلکہ خطرناک بھی ہے اور جو کچھ حال میں حضرت عیسیٰ کے ہندوستان میں آنے اور کشمیر میں وفات پانے کا مجھے ثبوت ملا ہے وہ ان خطرناک خیالات کو دانشمند دلوں سے بکلی مٹا دیتا ہے۔ اور میری یہ تحقیق عارضی اور سرسری نہیں بلکہ نہایت مکمل ہے۔ چنانچہ ابتدا اس تحقیق کا اُس مرہم سے ہی جو مرہم عیسیٰ کہلاتی ہے اور مرہم حواریین بھی اسکو کہتے ہیں۔ اور طب کی ہزار کتاب سے زیادہ میں اس کا ذکر ہے اور مجوسی اور یہودی اور عیسائی اور مسلمان طبیبوں نے اپنی اپنی کتابوں میں اس کا ذکر کیا ہے چونکہ میں نے بہت سا حصہ اپنی عمر کا فن طبابت کی پڑھنے میں بسر کیا ہے اور ایک بڑا ذخیرہ کتابوں کا بھی مجھکو

ملا ہے اس لئے چشم دید طور پر یہ دلیل مجھکو ملی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالےٰ کے فضل سے اور اپنی دردمندانہ دعاؤں کی برکت سے صلیب سے نجات پاکر اور پھر عالم اسباب کی وجہ سے مرہم حوارین کو استعمال کرکے اور صلیبی زخموں سے شفا پاکر ہندوستان کی طرف آئے تھے صلیب پر ہرگز فوت نہیں ہوئے کچھ غشی کی صورت ہوگئی تھی جس سے خدا کی مصلحت سے تین دن ایسی قبر میں بھی رہے جو گھر کے دار تھی اور چونکہ یونس کیطرح زندہ تھے آخر اُس سے باہر آگئے⁺

اور پھر دوسرا ماخذ اس تحقیق کا مختلف قوموں کی وہ تاریخی کتابیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہندوستان اور تبت اور کشمیر میں آئے تھے اور حال میں جو ایک روسی انگریز نے بدھ مذہب کی کتابوں کے حوالہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس ملک میں آنا ثابت کیا ہے وہ کتاب میں نے دیکھی ہے اور میرے پاس ہے وہ کتاب بھی اس رائے کی موید ہے۔

اور پھر سب سے اخیر شاہزادہ نبی کی قبر جو سرینگر محلہ خان یار میں ہے جسکو عوام شہزادہ یوز آسف نبی کی قبر اور بعض عیسیٰ صاحب نبی کی قبر کہتے ہیں اس مطلب کی موید ہے۔ اور اس قبر میں ایک کھڑکی بھی ہے جو برخلاف دنیا کی تمام قبروں کے ابتک موجود ہے۔ کشمیر کے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس قبر کیساتھ کوئی خزانہ بھی مدفون ہے اسلئے کھڑکی ہے میں کہتا ہوں شاید کچھ جواہر تو ہوں مگر میری دانست میں یہ کھڑکی اس لئے رکھی ہے کہ کوئی عظیم الشان کتبہ اس قبر کے اندر ہے۔ یہ اسی طرح کا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ انہی دنوں میں ضلع پیرا کوئی میں جو ممالک شمال مغرب کی ضلع سرحد نیپال میں ایک گانو ہے ایک ٹیلہ کے اندر سے ایک بھاری صندوق نکلا ہے جس میں جواہرات اور زیور اور کچھ ہڈی اور راکھ تھی اور صندوق پر یہ کندہ تھا کہ "گوتم بدھ ساکی منی کے پھول ہیں"۔ اور نبی کا لفظ جو اس صاحب قبر کی نسبت کشمیر کے ہزارہا لوگوں کی زبان پر جاری ہے یہ بھی ہمارے مدعا کیلئے ایک دلیل ہے کیونکہ نبی کا لفظ عبری اور عربی دونوں زبانوں میں مشترک ہے دوسری کسی زبان میں یہ لفظ نہیں آیا اور اسلام کا اعتقاد ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی نبی نہیں آئیگا اس لئے متعین ہوا کہ یہ عبرانی نبیوں میں سے ایک نبی ہے اور پھر شاہزادہ کی لفظ پر غور کرکے وہی ہم اصل حقیقت سے نزدیک آجاتے ہیں۔ اور پھر کشمیر کے تمام باشندوں کا اس بات پر اتفاق دیکھکر کہ یہ نبی جسکی کشمیر میں قبر ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس پہلے گذرا ہے صاف طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو متعین کر رہا ہے اور صفائی سے یہ فیصلہ ہو جاتا ہے کہ یہی وہ پاک اور معصوم نبی اور خدا تعالیٰ کی جلال کے تخت سے ابدی شہزادہ ہے جسکو نالائق اور بدقسمت یہودیوں نے صلیب کے ذریعہ سے مارنا چاہا تھا۔

غرض یہ ایسا ثبوت ہے کہ اگر اسکی تمام دلائل یکجائی نظر سے دیکھی جائیں تو ہماری قوم کے غلط کار مولویوں کے خیالات اس سے پاش پاش ہو جاتے ہیں اور امن اور صلحکاری کی مبارک عمارت اپنی چمک دکھلاتی ہے جس سے ضروری طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نہ کوئی آسمان پر گیا اور نہ وہ لڑنے کیلئے مہدی کیساتھ شامل ہوکر شور قیامت ڈالیگا بلکہ وہ کشمیر میں اپنے خدا کی رحمت کی گود میں سو گیا۔

اے معزز ناظرین اب میں نے جو کچھ میرے اصول اور ہدایتیں اور تعلیم تھی سب گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں ظاہر کردیں۔ میری ہدایتوں کا خلاصہ یہی ہے کہ صلحکاری اور غریبی سے زندگی بسر کرو اور جس گورنمنٹ کے ہم ماتحت ہیں یعنے گورنمنٹ برطانیہ اسکے سچے خیرخواہ اور تابعدار ہو جاؤ نہ نفاق اور دنیا داری سے۔ آخر دعا پر ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کا اقبال دن بدن بڑھاوے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم سچے دل سے اسکے تابعدار اور امن پسند انسان ہوں۔ آمین

راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء

⁺ نوٹ - یہ امر یقینی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے اور انہوں نے خود یونس نبی کی مچھلی کے قصہ کو اپنے قصہ سے جو تین دن قبر میں رہنے کا تھا مشابہت دیکر ہر ایک دانا کو یہ سمجھا دیا ہے کہ وہ یونس نبی کی طرح قبر میں زندہ ہونے کی حالت میں داخل کئے گئے اور جب تک قبر میں رہے زندہ رہے ورنہ مردوں کو زندہ سے کیا مشابہت ہو سکتی ہے اور ضرور ہے کہ نبی کی مثال بیہودہ اور بے معنی نہ ہو